سپریم کورٹ رپوٹس-[2003]-ایس-یو-پی-پی-1-ایس-سی-آر

ڈیوڈ جوڈ
بنام
هننا گریس جوڈ اور دیگران

30جولائی2003

[ایم-بی-شاہ اور ارون کمار، جسٹسز]

توہین عدالت ایکٹ، 1971- بچے کی تحویل کے حوالے سے قانونی چارہ جوئی-ماں کو عبوری تحویل دینے والی عدالت عظمیٰ-ضرورت پڑنے پر فیملی کورٹ کے سامنے بچے کو بھارت واپس لانے کے لیے اقرار نامہ پیش کرنے کی شرط پر بچے کو بیرون ملک لے جانے کی اجازت-اقرار نامہ/ ہدایت/نوٹس کی خلاف ورزی-توہین عدالت کی درخواست-منعقد: ماں اور دادی عدالت کی توہین کا ارتکاب کرنے کے مجرم ہیں کیونکہ انہوں نے اقرار نامہ کی پابندی نہ کرنے میں عدالت کے ساتھ کھیل کھیلا-اس طرح، ان کے سرکشی اور توہین آمیز رویے کی وجہ سے کوئی نرم رویہ نہیں لیا اثباتِ جُرم اور سزا منظور کیا گیا-آئین ہند 1950-آرٹیکل 129 اور 122۔

درخواست گزار شوہر اور مدعا علیہ بیوی کے درمیان اپنے بچے کی تحویل کے حوالے سے قانونی چارہ جوئی ہوئی۔اس عدالت نے تحریری ضمانت پیش کرنے کی شرط پر بچے کو بیرون ملک لے جانے کی اجازت کے ساتھ بیوی کو بچے کی عبوری تحویل دے دی کہ وہ ضرورت پڑنے پر بھارت میں فیملی کورٹ کے سامنے پیش ہوگی۔دریں اثنا، اس نے امریکہ میں طلاق اور بچے کی تحویل کے لیے درخواست دائر کی۔اس کے بعد، وہ فیملی کورٹ کے سامنے پیش ہونے میں ناکام رہی۔عدالت نے مختلف احکامات جاری کیے لیکن وہ غیر حاضر رہیں۔لہذا اس عدالت کے سامنے ان کی طرف سے دی گئی ضمانت اور اس عدالت کے ذریعے منظور کردہ حکم کی خلاف ورزی کرنے پر ان کے اور ان کی والدہ کے خلاف موجودہ توہین عدالت کی درخواست۔

عدالت نے توہین عدالت کی درخواست میں نوٹس جاری کیا جواب دہندہ نمبر 2 بچے کی دادی پیش ہوئیں اور انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ اس عدالت کو دیے گئے عہد نامے کی پابندی کریں۔جواب دہندہ نمبر 1 پیش نہیں ہوا اور

معاملہ کئی بار ملتوی کیا گیا۔اس کے بعد نوٹس جاری کیا گیا کہ جواب دہندگان کو توہین عدالت سزا کیوں نہیں دی جانی چاہیے۔اس کے باوجود مدعا علیہ نمبر 1 غیر حاضر رہا اور معاملہ بار بار ملتوی کیا گیا۔اس کے بعد جواب دہندہ نمبر 1 نے ایک بیان حلفی دائر کیا جس میں کہا گیا کہ یو ایس اے کی عدالت نے بچے کی مکمل تحویل اسے دے دی ہے اور اس کی ملازمت اسے بھارت آنے سے روکتی ہے۔درخواست گزار کے شوہر نے دعوی کیا کہ جواب دہندہ نمبر 1 کے ذریعہ اس عدالت کے سامنے دی گئی ضمانت کی خلاف ورزی نہ صرف سول توہین کے مترادف ہے بلکہ مجرمانہ توہین کے مترادف بھی ہے۔کہ آئین کے آرٹیکل 129 اور 142 کے تحت اس عدالت کا دائرہ اختیار توہین عدالت ایکٹ 1971 کے ذریعے محدود نہیں ہے اور عدالت اس سے بھی زیادہ سزا دے سکتی ہے جو ایکٹ کے تحت فراہم کی گئی ہے۔اور یہ کہ توہین عدالت کی کارروائی کا ایک بنیادی مقصد یہ دیکھنا ہے کہ توہین عدالت کے ذریعے جس حکم/ضمانت کی خلاف ورزی کی گئی ہے وہ نافذ ہو،اس طرح سزا کے علاوہ عدالت درخواست گزار کو بچے کی تحویل بحال کرنے کے لیے ایسی ہدایات جاری کرسکتی ہے۔شوہر۔

جوب دہندہ نمبر 2 - بچے کی دادی نے دعوی کیا کہ یہ رحم کا مظاہرہ کرنے کے لیے ایک مناسب مقدمہ ہے؛ کہ اس کی عمر تقریبا 65 سال ہے؛ کہ وہ جواب دہندہ نمبر 1 کی موجودگی کو محفوظ بنانے اور اس کی طرف سے دی گئی ذمہ داری کی پابندی کے لیے کافی اقدامات کر رہی ہے؛ اور یہ کہ کسی بھی صورت میں اس کی عمر کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس پر قید کی سزا نہیں لگائی جاسکتی۔

توہین عدالت کی درخواست کو نمٹاتے ہوئے عدالت نے۔

منعقد: 1 جواب دہندہ نمبر اور 2 اس عدالت کی توہین کا ارتکاب کرنے کے لیے مجرم ہیں اور یہ رحم کرنے اور قید کی سزا نہ دینے کے لیے موزوں مقدمہ نہیں ہے۔[985-ایف]

2.1۔حقائق پر، یہ واضح ہے کہ جواب دہندہ نمبر 1 اچھی طرح تعلیم یافتہ ہے اور باوقار ادارے-ورلڈ بینک میں خدمات انجام دے رہا ہے۔جواب دہندگان کو اس عدالت کے سامنے بچے کو بھارت واپس لانے کے لیے اقرار نامہ دائر کرنے کی شرط پر نابالغ بچے کی تحویل دی گئی تھی جب کنبہ کورٹ کے حکم پر اور جواب دہندگان نے غیر مشروط اقرار نامہ دے کر اور اس کی پابندی نہ کرتے ہوئے عدالت کے ساتھ کھیل کھیلا۔اس کے علاوہ مدعا علیہ نمبر 1 کی ماں نے اس عدالت کے سامنے کہا ہے کہ جواب دہندہ نمبر 1 اب اس عدالت اور فیملی عدالت کے سامنے

بچے کو پیش کرنے کے لیے اس کی طرف سے دی گئی ہدایات کی پابندی نہیں کر رہی ہے۔ اس طرح توہین کرنے والوں کا رویہ بلاشبہ سرکشی اور توہین آمیز ہے۔ [D-985؛ E-D-985؛ B-986؛ B-986]

2.2۔ جواب دہندہ نمبر 1 کے طرز عمل سے یہ بھی واضح ہے کہ اسے اس عدالت کی طرف سے جاری کردہ نوٹسوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اگر اس ملک کی عدالت عظمی کی طرف سے جاری کردہ نوٹس کی جان بوجھ کر نافرمانی کی جاتی ہے تو اس سے ملک میں ہر ایک کو غلط پیغام جائے گا۔ یہ ایک افسوسناک تجربہ ہے کہ جاری کردہ اقرار نامہ/آرڈر/نوٹس کو بھی مناسب احترام نہیں دیا جاتا ہے۔ [985-ای-ایف]

3۔ جواب دہندہ نمبر 1 اس کے حوصلہ افزا رویے کی وجہ سے رحم کا حقدار نہیں ہے پھر بھی صرف تین ماہ کی قیدِ محض اور ایک ماہ کے لیے کوتاہی قیدِ محض میں 50000 روپے کا جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔ مدعا علیہ نمبر 2 کے حوالے سے اگرچہ اس نے مذکورہ واقعہ میں اہم کردار ادا کیا ہے، اس کی عمر اور اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس کا دیکھ بھال کرنے کے لیے ایک بوڑھا شوہر ہے، 50000 روپے کا جرمانہ عائد کیا جاتا ہے، کوتاہی میں تین ماہ کی قیدِ محض۔ اس کے علاوہ اس کا پاسپورٹ پانچ سال کے لیے ضبط کر لیا جائے گا۔ [B-A-986؛ C-986؛ B-A-986]

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: توہین عدالت کی درخواست نمبر 261 برائے 2000۔

میں

1998 کی دیوانی اپیل نمبر .4797

1998 کے سی آر پی نمبر 3229 میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 1.9.1998 کے فیصلے اور حکم سے۔

پی ایس مشرا، محترمہ اندرا جے سنگھ، وائی رمیش، محترمہ ساسمیتھا ترپاٹھی، وائی راجہ گوپال راؤ، سنجے گھوش، ایس آر سیٹیا، محترمہ نیر وویدِ، محترمہ این انا پورانی، اے سبّا راؤ، کے سبّا راؤ اور گنٹور پربھاکر موجود فریقین کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

شاہ، جسٹس۔ توہین عدالت کی یہ استدعا استدعا گزار شوہر کی طرف سے مدعا علیہان بیوی اور ساس کو ان کی طرف سے دی گئی ذمہ داری کی خلاف ورزی اور اس عدالت کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کی خلاف ورزی پر سزا دینے کی استدعا کے ساتھ دائر کی گئی ہے۔

15 ستمبر 1998 کے بحکم ذریعے، اس عدالت نے جواب دہندہ نمبر 1 بیوی کو اس شرط پر بچے کو یو ایس اے لے جانے کی اجازت دی کہ مدعا علیہ عدالت کے سامنے اس سلسلے میں اقرار نامہ دائر کریں گے کہ بیوی ضرورت پڑنے پر فیملی کورٹ کے سامنے پیش ہوگی، اور درخواست گزار شوہر کے لیے یہ کھلا ہوگا کہ وہ بیوی کے ساتھ پیشگی انتظام کرنے کے بعد یو ایس اے میں بچے سے مل سکے۔

اس کیس کے مختصر حقائق یہ ہیں کہ درخواست گزار اور مدعا علیہ نمبر 1 کی شادی عیسائی رسومات کے مطابق حیدرآباد میں 7.2.1989 پر ہوئی تھی۔ شادی کے فوراً بعد یہ جوڑا امریکہ چلا گیا۔ 2.5.1997 پر، اس شادی سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ بیوی اور شوہر کے درمیان کشیدہ تعلقات کی وجہ سے دونوں الگ رہنے لگے۔ بیوی نے امریکہ میں میری لینڈ کی سرکٹ کورٹ سے رجوع کیا اور اس شرط پر شوہر کے خلاف حفاظتی حکم جاری کیا کہ بچے کو اس عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں لیا جائے گا۔ تاہم بیوی بچے کو 14.4.1998 پر بھارت لے آئی اور اسے اپنی ماں کے جواب دہندہ نمبر 2 کی دیکھ بھال اور تحویل میں رکھنے کے بعد وہ بھارت سے چلی گئی۔ یہ جان کر شوہر 23 اپریل 1998 کو بھارت واپس چلا گیا اور 30 اپریل 1998 کو اس نے بچے کی سالگرہ منانے کے لیے مدعا علیہ نمبر 2 سے بچے کی تحویل سنبھال لی جو کہ 2.5.1998 پر تھی۔

اس کے بعد، 1.5.1998 پر، شوہر نے 1998 کا او پی این 300 حیدرآباد میں فیملی کورٹ کے سامنے گارڈینز اینڈ وارڈز ایکٹ 1890 کی دفعات 7، 10 اور 25 کے تحت دائر کیا، جس میں اسے نابالغ بچے کا سرپرست مقرر کرنے کا حکم طلب کیا گیا۔ مدعا علیہ نمبر 2 دادی نے بھی بچے کی تحویل اسے بحال کرنے کے لیے اسی عدالت کا رخ کیا۔ کنبہ عدالت نے 19.8.1998 کے بحکم ذریعے شوہر کی درخواست کو مسترد کر دیا اور اسے ہدایت کی کہ وہ بچے کی تحویل دادی کو واپس کردے۔ اس سے ناراض ہوکر، شوہر نے حیدرآباد میں آندھرا پردیش کی

عدالت عالیہ کے سامنے 1998 کی دیوانی نظر ثانی کی درخواست نمبر 3229 دائر کی، جس کی اجازت دی گئی اور بچے کی تحویل شوہر کو بیوی سے ملنے کے حقوق کے ساتھ دی گئی۔

مذکورہ حکم سے ناراض ہوکر، جواب دہندگان نمبر 1 اور 2 نے اس عدالت کے سامنے 1998 کا ایس ایل پی نمبر 15185 دائر کیا۔اس عدالت نے 15.9.1998 کے بحکم ذریعے بچے کو بھارت واپس لانے کے لیے تحریری عہدنامہ پیش کرنے کی شرط پر بچے کو امریکہ لے جانے کی اجازت کے ساتھ بیوی کو بچے کی عبوری تحویل دے دی اور مندرجہ ذیل حکم منظور کر کے معاملے کو نمٹا دیا:-

"خصوصی اجازت دی گئی۔

بچے کی عمر کو دیکھتے ہوئے، بچے کی عبوری تحویل پہلی اپیل کنندہ ماں کو دی جاتی ہے۔وہ اس شرط پر بچے کو یو ایس اے لے جانے کے لیے آزاد ہوگی کہ دونوں اپیل کنندگان 25 ستمبر 1998 کو یا اس سے پہلے اس عدالت کے سامنے بچے کو بھارت واپس لانے کے لیے اقرار نامہ دائر کریں جب فیملی کورٹ کے حکم پر اور پہلی اپیل کنندہ اس اثر کے لیے ایک اقرار نامہ بھی دائر کرے گا کہ پہلی اپیل کنندہ کنبہ کورٹ کے سامنے اس وقت پیش ہوگی جب فیملی کورٹ کی طرف سے ضرورت ہو۔اگر وقفہ حمل کے دوران مدعا علیہ امریکہ میں بچے سے ملنا چاہتا ہے، تو وہ بچے کو دیکھنے کے لیے پہلے اپیل کنندہ کے ساتھ پیشگی انتظام کرنے کے بعد ایسا کر سکتا ہے۔اقرار نامہ فائل کرنے پر بچے کا پاسپورٹ جاری کیا جانا چاہیے۔عدالت عالیہ کے متنازعہ حکم کو اسی کے مطابق کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔فیملی کورٹ کو چاہیے کہ وہ معاملے کو ترجیحی طور پر 18 ماہ کے اندر جلد از جلد نمٹائے۔

اپیل کو اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔"

مذکورہ حکم کی منظوری کے بعد، دونوں مدعا علیہان نے اس عدالت میں حلف نامے کے ذریعے اپنے بیانات پیش کیے۔اداروں کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے:-

"بذریعہ جواب دہندہ نمبر 1 (بیوی)

جیسا کہ اس معزز عدالت کی طرف سے تاریخ 1 کے حکم میں ہدایت کی گئی ہے، میں عزت مآب فیملی کورٹ کے حکم پر بچے کو بھارت واپس لانے کا عہد کرتا ہوں اور جب بھی عزت مآب کنبہ کورٹ کی طرف سے ضرورت ہو تو عزت مآب فیملی کورٹ، حیدر آباد کے سامنے پیش ہونے کا عہد کرتا ہوں۔

بذریعہ جواب دہندہ نمبر 2 (جواب دہندہ نمبر 1 کی ماں)

اس معزز عدالت کی ہدایت کے مطابق، میں بچے کو بھارت واپس لانے کا عہد کرتا ہوں جب بھی معزز فیملی کورٹ، حیدر آباد کی ضرورت ہو۔"

دریں اثنا، جواب دہندہ نمبر 1 نے طلاق اور بچے کی تحویل کے لیے سرکٹ کورٹ برائے مونٹگمری کنٹری، میری لینڈ کے سامنے عائلی قوانین کا کیس نمبر 5249 دائر کیا۔

اس کے بعد حیدر آباد کی کنبہ کورٹ نے مقدمے کی ساعت شروع کی اور شوہر سے پوچھ گچھ کی۔ معاملہ بیوی کی جانب سے ثبوت کے لیے رکھا گیا تھا لیکن وہ 7.2.2000 پر عدالت میں پیش ہونے میں ناکام رہی۔ فیملی کورٹ کی طرف سے مختلف احکامات جاری کیے گئے، لیکن وہ کارروائی سے غیر حاضر رہیں۔ آخر کار، 11.4.2000 پر، فیملی کورٹ نے مندرجہ ذیل حکم جاری کیا:-

1۔ شوہر کو نابالغ بچے کا سرپرست مقرر کیا جاتا ہے۔
2۔ بیوی کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ حکم کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر نابالغ بچے کی تحویل شوہر کو واپس کر دے۔
3۔ بیوی کو اجازت ہے کہ وہ جب بھی حیدر آباد آئے نابالغ بچے کی عبوری تحویل لے اور جب وہ ملک سے باہر جائے تو نابالغ کو شوہر کے حوالے کر دے۔
4۔ بیوی کسی بھی وقت حیدر آباد میں فیملی کورٹ کے دائرہ اختیار سے نابالغ بچے کی تحویل کو ہٹانے کی حقدار نہیں ہے۔
5۔ شوہر کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ 500000 روپے کی ایف ڈی آر میں بڑی رقم کو اس پر جمع ہونے

والے سود سمیت اس وقت تک نہ سنبھالے جب تک کہ نابالغ بالغ نہ ہو جائے۔

مذکورہ حکم سے ناراض ہو کر، مدعا علیہان/توہین عدالت نے آندھرا پردیش کی عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی، جو ابھی زیر التوا ہے۔

دریں اثنا، شوہر نے اس عدالت کے سامنے ان کی طرف سے دی گئی ضمانتوں اور 1998 کی دیوانی اپیل نمبر 4797 میں اس عدالت کے ذریعے منظور کردہ حکم کی خلاف ورزی کرنے پر مدعا علیہان/توہین عدالت کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع کرنے کے لیے اس عدالت کا رخ کیا۔

مزید برآں، فیملی کورٹ میں دائر عمل درآمد کی درخواست میں، فیملی کورٹ نے ایک حکم جاری کیا جس میں کہا گیا کہ نابالغ بچے کی تحویل شوہر کو بحال کرنے میں ناکامی دی گئی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی کے مترادف ہے اور جواب دہندہ نمبر 2 (جواب دہندہ نمبر 1 کی ماں) کی گرفتاری کا حکم دیا تاکہ وہ چھ ماہ کی مدت کے لیے سول قید کی سزا کاٹ سکے۔ عدالت عالیہ کے سامنے مذکورہ گرفتاری کے حکم کے خلاف جواب دہندہ نمبر 2 کی طرف سے دائر اپیل بھی مسترد کر دی گئی۔ اس حکم کے خلاف، اس نے اس عدالت کے سامنے 2001 کی ایس ایل پی نمبر 22990 دائر کی ہے۔

فوری توہین عدالت کی درخواست پہلے 28.9.2000 پر درج کی گئی تھی اور 8.1.2001 کے لیے نوٹس جاری کیا گیا تھا۔ جواب دہندہ نمبر 2، جواب دہندہ نمبر 1 کی ماں، موجود تھی۔ اسے اس عدالت کو دیے گئے عہد نامے کی پابندی کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اگلی تاریخ پر، یعنی 12.3.2001 پر، جواب دہندہ نمبر 1 کے فاضل وکیل نے آٹھ ہفتوں کا وقت مانگا تاکہ وہ بچے کے ساتھ موجود رہ سکے۔ جواب دہندہ نمبر 2 کو اپنا پاسپورٹ رجسٹرار (عدالتی) کے پاس جمع کرنے کی ہدایت کی گئی۔ 8.5.2001 پر جواب دہندہ نمبر 1 پیش نہیں ہوا لیکن جواب دہندہ نمبر 1 کے وکیل نے یقین دلایا کہ وہ 6 اگست 2001 کو بچے کے ساتھ اس عدالت میں پیش رہیں گی۔ 6 اگست 2001 کو بھی مدعا علیہ نمبر 1 غیر حاضر رہا۔ اس دن، درخواست گزار کے کہنے پر، یونین آف انڈیا کو فریق جواب دہندہ کے طور پر شامل کرنے کے لیے اجازت دی گئی۔ اس کے بعد، 17 ستمبر 2001 کو عدالت نے یونین آف انڈیا کے متعلقہ افسر کو ہدایت دی کہ وہ جواب دہندہ نمبر 1 کے آجر کو عدالت عظمی کے سامنے دی گئی ضمانت اور ضمانت کی خلاف ورزی کے بارے میں ایک خط لکھیں اور یہ حقیقت بھی کہ نوٹس کی خدمت کے باوجود وہ

اس عدالت کے سامنے پیش نہیں ہو رہی تھی۔ 7 جنوری 2002 کو وکیل جناب وائی راجہ گوپال راؤ مدعا علیہ نمبر 1 کی جانب سے پیش ہوئے اور کہا کہ وہ ضروری جواب داخل کریں گے۔ 6 فروری 2002 کو اس سلسلے میں ایک حکم جاری کیا گیا کہ جواب دہندہ نمبر 1 اور 2 نے غیر مشروط ذمہ داریوں کی خلاف ورزی کی ہے اور نوٹس جاری کیا گیا کہ انہیں اس عدالت کی توہین کے لیے سزا کیوں نہیں دی جانی چاہیے۔ مذکورہ حکم کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے:

"ہمارے خیال میں، اس عدالت میں جواب دہندگان کی طرف سے دی گئی غیر مشروط ذمہ داریوں پر غور کرتے ہوئے کنبہ کورٹ کی ہدایت کے مطابق بچے کو بھارت واپس نہ لانے پر ان کے خلاف مزید کارروائی نہ کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ معاملے کے اس تناظر میں، پہلی نظر میں، ہمارا خیال ہے کہ جواب دہندگان نے اس عدالت کی توہین کا ارتکاب کیا ہے اور غیر مشروط ذمہ داری کی خلاف ورزی کرنے پر توہین عدالت ایکٹ کے تحت مناسب کارروائی کی ضرورت ہے۔ لہذا، ہم ہدایت دیتے ہیں کہ نوٹس جاری کیا جائے کہ انہیں اس عدالت کی توہین کے لیے سزا کیوں نہیں دی جانی چاہیے۔"

جب 6 مارچ 2002 کو مدعا علیہان کے وکیل کی درخواست پر معاملہ سماعت کے لیے آیا تو معاملہ مزید چار ہفتوں کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ 3 اپریل 2002 کو جواب دہندہ نمبر 2 کے وکیل نے کہا کہ مدعا علیہ نمبر 1 30 جولائی 2002 کو بچے کے ساتھ بلا جھجک موجود رہے گا۔ 30 جولائی 2002 کو معاملہ دوبارہ ملتوی کر دیا گیا۔ 29 اگست 2002 کو عدالت نے ہدایت دی کہ جواب دہندہ نمبر 1 31 نومبر 2002 کو اپنے بچے کے ساتھ اس عدالت میں پیش رہے گی۔ 14 نومبر 2002 کو مدعا علیہ نمبر 1 غیر حاضر رہا اور اس لیے مرکزی حکومت کو ہدایت جاری کی گئی کہ وہ اس عدالت میں بچے کے ساتھ اس کی موجودگی کو محفوظ بنانے کے لیے ضروری اقدامات کرے۔ اس کے بعد، معاملے کو بار بار ملتوی کیا گیا تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ جواب دہندہ نمبر 1 کے پاس اس عدالت کو دیے گئے عہد نامے کی پابندی کرنے کی دانشمندی موجود ہے۔ اس کے بعد، جواب دہندہ نمبر 1 نے 13 نومبر 2002 کو ایک بیان حلفی دائر کیا جس میں اس نے کہا ہے کہ میری لینڈ سرکٹ کورٹ نے اکتوبر 2000 میں بچے کی مکمل تحویل اسے دے دی ہے اور اس کی ملازمت اسے بھارت کا سفر کرنے سے روکتی ہے۔ اس نے مزید کہا ہے کہ اگرچہ وہ ذاتی طور پر پیش ہونے سے قاصر تھی، لیکن اس نے ہمیشہ مقدمے کی سماعت کی ہر تاریخ پر ایک قانونی نمائندے کو برقرار رکھا اور کہا کہ اس کے پچھلے حلف نامے کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس کے خلاف درخواست کو مسترد کر دیا جائے۔ آخر کار، 6 مئی 2003 کو اس کی طرف سے پیش کیے گئے بیان حلفی میں کہا گیا ہے کہ درخواست گزار نے ماضی میں اسے یہ کہہ کر دھمکی دی تھی کہ وہ اسے دکھانے جا رہا ہے کہ وہ کس طرح بھارتیہ عدالتوں کو اس کے پاس

واپس آنے کے لیے استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اور یہ اس کا یقین ہے کہ اس کا شوہر اب اس کے کنبہ کے خلاف نظام استعمال کر رہا ہے۔

سماعت کے وقت فریقین کی طرف سے تحریری عرضیاں دائر کی گئیں۔ درخواست گزار کے وکیل کی یہ دلیل ہے کہ بیوی کی طرف سے اس عدالت کے سامنے دی گئی ضمانت کی خلاف ورزی نہ صرف سول توہین کے مترادف ہے بلکہ مجرمانہ توہین بھی ہے۔ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 129 اور 142 کے تحت اس عدالت کا دائرہ اختیار توہین عدالت ایکٹ 1971 کے ذریعے محدود نہیں ہے اور عدالت اس سے بھی زیادہ سزا دے سکتی ہے جو ایکٹ کے تحت فراہم کی گئی ہے۔ درخواست گزار کے لیے فاضل وکیل کا یہ عرض کرنا ہے کہ توہین عدالت کی کارروائی کا ایک بنیادی مقصد یہ دیکھنا ہے کہ توہین عدالت کے ذریعے خلاف ورزی کرنے والے حکم یا ذمہ داری کو نافذ کیا جائے۔ اس طرح سزا کے علاوہ عدالت درخواست گزار کے شوہر کو بچے کی تحویل بحال کرنے کے لیے ایسی ہدایات جاری کر سکتی ہے۔

واضح رہے کہ عدالت عالیہ نے ہدایت دی تھی کہ بچے کی تحویل شوہر کو دی جائے کیونکہ مدعا علیہ نمبر 1 نے بچے کی تحویل اس کی ماں کو دے دی تھی اور وہ امریکہ میں رہ رہی تھی اور واشنگٹن ڈی سی میں ورلڈ بینک میں خدمات انجام دے رہی تھی۔ عدالت نے اس بچے کی عمر پر بھی غور کیا جو متعلقہ وقت پر ایک سال اور چار ماہ کا تھا اور اس حقیقت پر کہ مدعا علیہ نمبر 1 کے طور پر امریکہ میں خدمات انجام دے رہا تھا اور اکیلا رہ رہا تھا، اس کے لیے نابالغ بچے کی دیکھ بھال کرنا مشکل ہوگا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ مذکورہ حکم کو کالعدم قرار دیا گیا ہے، جواب دہندہ نمبر 1 اور 2 نے اس عدالت کو غیر مشروط ضمانت دی اور سازگار حکم حاصل کیا۔

اوپر بیان کردہ حقائق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ توہین کرنے والوں کا رویہ بلا شبہ سرکشی اور توہین آمیز ہے۔ کنبہ کورٹ کے حکم پر بچے کو بھارت واپس لانے کے لیے اس عدالت کے سامنے تحریری وعدہ دائر کرنے کی شرط پر انہیں نابالغ بچے کی تحویل دی گئی تھی۔ جواب دہندہ نمبر 1 اور 2 نے بچے کی تحویل کو محفوظ بنانے کے لیے غیر مشروط ضمانت دے کر عدالت کے ساتھ کھیل کھیلا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مدعا علیہ نمبر 2، جواب دہندہ نمبر 1 کی ماں نے اس عدالت کے سامنے کہا ہے کہ جواب دہندہ نمبر 1 اب اس عدالت اور فیملی عدالت کے سامنے بچے کو پیش کرنے کے لیے اس کی طرف سے دی گئی ہدایات کی پابندی نہیں کر رہا ہے۔

مزید برآں، جواب دہندہ نمبر 1 کے طرزِ عمل سے یہ بھی واضح ہے کہ اسے اس عدالت کی طرف سے جاری کردہ نوٹسوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اگر اس ملک کی عدالت عظمی کی طرف سے جاری کردہ نوٹس کی جان بوجھ کر نافرمانی کی جاتی ہے تو اس سے ملک میں ہر ایک کو غلط پیغام جائے گا۔ یہ ایک افسوسناک تجربہ ہے کہ جاری کردہ اقرارنامہ/ آرڈر/ نوٹس کو بھی مناسب احترام نہیں دیا جاتا ہے۔

لہذا، ہم یہ مانتے ہیں کہ مدعا علیہ نمبر 1 اور 2 اس عدالت کی توہین کا ارتکاب کرنے کے مجرم ہیں۔ مزید برآں، ہمیں نہیں لگتا کہ یہ رحم دکھانے کے لیے موزوں مقدمہ ہے جیسا کہ جواب دہندہ نمبر 2 کی جانب سے پیش ہونے والی فاضل وکیل محترمہ اندرا جے سنگھ نے دعوی کیا ہے۔ جواب دہندہ نمبر 2 کے سیکھے ہوئے وکیل نے مزید کہا کہ جواب دہندہ نمبر 2، جس کی عمر تقریبا 65 سال ہے، نے مدعا علیہ نمبر 1 کی موجودگی کو محفوظ بنانے اور اس کی طرف سے دی گئی ذمہ داری کی پابندی کے لیے کافی اقدامات کیے ہیں۔ سزا کے سوال پر فاضل وکیل نے کہا کہ مدعا علیہ نمبر 2 کی عمر کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی بھی صورت میں اس پر قید کی سزا نہیں لگائی جا سکتی۔ ہمارے خیال میں، اگر چہ جواب دہندہ نمبر 2 نے مذکورہ واقعہ میں اہم کردار ادا کیا ہے، اس کی عمر اور اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس کا دیکھ بھال کرنے کے لیے ایک بوڑھا شوہر ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ جرمانے کا نفاذ انصاف کے مقاصد کو پورا کرے گا۔ اس لیے اس پر 50000 روپے کا جرمانہ عائد کیا جاتا ہے، نادہندہ صورت میں تین ماہ کی قیدِ محض۔ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اس کا پاسپورٹ پانچ سال کی مدت کے لیے ضبط کر لیا جائے۔

جواب دہندہ نمبر 1 کے لیے اس حقیقت پر غور کرتے ہوئے کہ وہ اچھی تعلیم یافتہ ہے، باوقار ادارے یعنی ورلڈ بینک میں خدمات انجام دے رہی ہے اور اس کا مکمل طور پر سرکشی والا رویہ، ہم نہیں سمجھتے کہ یہ نرم رویہ اختیار کرنے اور قید کی سزا نہ دینے کے لیے مناسب مقدمہ ہوگا۔ اگر چہ وہ اپنے حوصلہ افزا رویے کی وجہ سے رحم کی مستحق نہیں ہے پھر بھی ہم صرف تین ماہ کی قیدِ محض اور 50000 روپے کا جرمانہ عائد کرتے ہیں اور جرمانہ ادا نہ کرنے پر اسے مزید ایک ماہ کی قیدِ محض کی سزا سنائی جائے گی۔ جرمانہ ایک ماہ کے اندر ادا کیا جائے۔

جواب دہندہ- یونین آف انڈیا کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ جواب دہندہ نمبر 1 کے اس حکم کی تعمیل کو یقینی بنانے کے لیے مناسب اقدامات کرے۔

توہین عدالت کی درخواست اسی کے مطابق نمٹائی جاتی ہے۔

این۔جے

درخواست نمٹا دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:42
I am the author of this
document